

اسقاد

اسقاد کے سلطنت بکے درنسخہ آنحضرتی ہے

مولانا محمد عبدالشید نعافی - ناشر نور محمد کارخانہ

امام ابن ماجہ اور علم حدیث

تجارت کتب۔ اسلام باغ۔ بکراچی۔

یہ کتاب صحن امام ابن ماجہ کی سوانح عمری نہیں، بلکہ اس میں عبید رسلات سے لے کر امام ابن ماجہ کے زمانہ تک کی تاریخ بھی ہے۔ نیز امام مددوح کی کتاب سنت ابن ماجہ پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ شروع میں امام صاحب کے حالاتِ زندگی میں۔ انہوں نے خود اپنے دلن قزوین میں جن اساتذہ سے علم حدیث کی تحصیل کی، مؤلف نے پہلے ان کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد تفصیل سے اُن اسلامی مرکزاں اور آن کے مشہور شیوخ حدیث کا بیان ہے، جہاں امام صاحب اخذ حدیث کے ساتھ میں تشریف لے گئے، یا جو مرکزاں آن کے شیوخ کے او طان تھے۔ یہ کل تیس مرکزاں ہیں۔ اور مؤلف نے ان کے احوال بڑی بحث و تحقیق سے بہم کئے ہیں۔

اس صحن میں مؤلف نے اُس دور میں جب کہ کتب حدیث کی مددوین ہوئی، علم حدیث کی تحصیل کے لئے مسلمانوں میں جو غیر معمولی فوق و شوق پایا جاتا تھا، اُس کی کچھ تفصیلات دی ہیں۔ لکھتے ہیں،

”..... اس زمانہ میں عام مسلمین میں علم حدیث کا شوق اور رواج اس درج خاک ایکا یک محمدث کے حلقة درس میں دس دس ہزار طلبہ کا شرکیں ہو جانا معمولی بات تھی حافظ ذہبی نے دس ہزار طلبہ کی جو تعداد بتائی ہے، یہ عام حلقة ہائے درس کی تھی۔ درجہ خاص خاص اگر حناظ کی

” مجلس املا میں یہ تعداد اس سے کمی کئی لگناز یادہ ہوتی تھی۔ جو کبھی ایسے بکھر تھے، اپنے سیخ جاتی تھی۔

اس سلسلے میں مؤلف نے بعض ائمہ حدیث کے نام ہی (بیش ہی) اور بخاطر کہ انہر اسلام کو اپنے نجما پاک صدیق کے اقوال و افعال سے صدر جہہ کی شمشنگی تھی اور آنہ کی حدیثیں بچھ کرنے میں انہوں نے جوی

محنت کی۔

زیرنظر کتاب کی بیجھیں ۱۲۸ صفحہ پر قائم ہوتی ہیں، اس کے بعد تاریخ فن حدیث پر ایک تفصیلی نظر ہے، اس زیل میں احادیث کے مشتبہ و مجموعوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں صحاح ستہ، مُطْلَٰ اور امام ابو حنفی سے منسوب کتاب الائثار وغیرہ مجموعے آتے ہیں۔ یہ کتاب کا ایک مستقل حصہ ہے اور ۱۶۹ صفحے سے ۲۳۰ صفحے تک چلا گیا ہے۔ آخر میں سنن ابن ماجہ پر بحث ہے۔

کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں اشاریہ کے تحت۔ اسامہ الرجال، اسامہ اماکن، اسامہ قبائل و جماعت اور اسامہ کتب۔ مندرجہ ہیں جن سے مطالب کی تلاش میں بڑی آسانی ہو جاتی ہے۔

اس میں شک نہیں کروانا ناجائز ہے امام ابن ماجہ کے سواستھیات اور آن کی سخن متعلقہ جو علمی موارد کہیں سے بھی مل سکتا تھا۔ اس کتاب میں صحیح کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ کتاب کے طویل حاشیوں اور "تاریخ فن حدیث" کے مستقل ابواب میں نہ صرف علم حدیث کے بارے میں بلکہ محمد بنی اوفرقباء بالخصوص امام عظیم حضرت امام ابو حنفیہ اور آن کے مذہب کے متعلق آئندی معلومات بہم کر دی ہیں کہ اس موضوع پر یہ کتاب ایک طرح سے انسانیکو پیدی یا کی حیثیت رکھتی ہے۔

کتاب میں فاضل مؤلف نے (ص ۵۵) یہ بحث اٹھائی ہے کہ احادیث صحیح کی قدیم ترین کتاب مُطْلَٰ امام مالک نہیں، جیسا کہ عامہ طور پر مانا جاتا ہے، بلکہ کتاب الائثار ہے، جس کو آن کے الفاظ میں "امام ابو حنفیہ نے نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ مکمل فرمایا": فاضل مؤلف نے مژطاً کو تدبیح ترین کتاب حدیث کہنے والوں کی رائیں بھی تقلیل کی ہیں، جن میں دوسرے مکون کے علماء کے علاوہ ملاجیوں صاحب فو الائوار شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

اس تین میں مولانا ناجائز لکھتے ہیں:- "مگر شاید وہ رشاد ولی اللہ" اس کتاب الائثار کو امام ابو حنفیہ کی بجائے امام محمد کی تصنیف سمجھتے ہیں حالانکہ واقع میں ایسا نہیں بلکہ کتاب الائثار، امام ابو حنفیہ کی اور مژطاً امام مالک کی تصنیف ہے۔ اور امام محمد اون دونوں حضرات سے ان کے راوی ہیں: صحیح ہے کہ شاہ صاحب کتاب الائثار کو "از امام ابو حنفیہ روایت کردہ است" سمجھتے ہیں، لیکن وہ اسے خود امام ابو حنفیہ کی تصنیف کردہ نہیں مانتے۔ اس کے بعد مژطاً، امام مالک کی تصنیف کردہ ہے اور آن کی زندگی میں ایک کثیر تعداد نے آن سے اس کتاب کو پڑھا اور روایت کیا اور یہ ترتیب کتاب الائثار

کو حاصل نہیں، اسی وجہ سے شاہ صاحب کے نزدیک موطا کو کتاب الائچار پر تقدیم حاصل ہے۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے۔ شاہ عبدالعزیز کی تصنیف "بتان المحدثین" کے مترجم مولانا عبد السیح نے لکھا ہے (اس کتاب پر بھی بصیرہ کیا گیا ہے) اے "دوسرا اماموں کے مانید جو عالم میں مشہور ہیں، وہ امام خود ان کی تصنیف میں مشغول نہیں ہوئے، بلکہ دوسرے اشخاص نے جوان کے بعد آئے ہیں، ان کی مرویات کو جمع کر کے مسند فلان نام رکھ دیا اور یہ امر ہر عقل مند جانتا ہے کہ کسی شخص کے مرویات اُس وقت تک مطب و یا بن یعنی صحیح و ضمیف کا مجموعہ رہتی ہیں، جب تک وہ شخص جسکی بزرگی و فضیلت کا ہم اعتقاد رکھتے ہیں، خود اس مخلوق کو چند دفعہ گھری نظروں سے مطالعہ کر کے تمیز نہ کر دے اور جب تک وہ اپنے شاگردوں کو تعلیم دنگرے کسی قسم کا اعتماد اور بصیرہ نہیں ہو سکتا۔"

زیر نظر کتاب میں مؤلف نے ایک اور بھی بڑا دلچسپ واقعہ ذکر کیا ہے، اور وہ امام ذہلی اور امام بخاری کا اختلاف ہے۔ امام بخاری تلفظ القرآن کو مخلوق مانتے تھے اور امام ذہلی اس عقیدے والے کو بدعتی سمجھتے تھے۔ جب امام بخاری نیشاپور آئے تو امام ذہلی نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ بعد میں دونوں بزرگوں میں اختلاف ہو گیا، اور امام بخاری کو نیشاپور جوڑنا پڑا۔ جب امام صاحب بخارا پہنچے، تو وہاں بھی امام ذہلی کے حامیوں نے انہیں آرام نہ دیتے دیا۔

مؤلف اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"امام بخاری کو امام ذہلی سے مروایت کئے بغیر تو بخارہ نہ تھا، مگر اس پر خاص

کی وجہ سے صحیح بخاری میں ان کا نام لیتے وقت تبلیس سے کام لیتے ہیں، اور

صاف طور پر نہیں بیان کرتے ہیں۔

مؤلف نے امام بخاری کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ "امام بخاری کو" الا یمان قول و عمل" کے

مسئلہ میں اس درجہ غلو تھا کہ جو شخص اس مسئلہ کا قائل نہ ہوتا، اُس سے حدیث نہیں لیتے تھے....."

جیسا کہ اور پر بیان ہوا، زیر نظر کتاب علم حدیث کے متعلق معلومات کا ایک ذخیرہ ہے، لیکن اس

کی ترتیب بخاری سمجھ میں نہیں آئی، صفحہ ۱۲۸ سے ۲۴۳ تک تاریخ فتن حدیث کی ایک الگ بحث

ہے، جسے ایک مستقل کتاب کی شکل میں شائع کرنا مناسب رہتا۔ نیز فاضل مؤلف نے امام ابن ماجہ

کے عهد کے "مراکز و نیسیہ" پر جو تفصیلات بہم کی ہیں۔ بے شک ان سے معلومات تو بہت مل جاتی ہیں لیکن کتاب

کے اصل موضوع سے اُن کا بہت دور کا تعلق ہے۔

ترتیب کتاب ہی کے سلسلہ میں ایک اور بات ہے۔ جہاں مؤلف نے "مراکزِ دینیہ" کی بحث شروع کی ہے، ضرورت تھی کہ یہ بحث نئے باب سے شروع ہوتی۔ اسی طرح صفحہ ۵۱ سے "علوم اسناد" کے بیان کا آغاز نئے باب سے ہونا چاہیئے تھا۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ کتاب میں علم حدیث پر ایک مستقل بحث ہے، جو کافی طویل ہے، لیکن اسے بھی صفحے کے نیچے سے ذیلی سرفی کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے الاباب کی اس عدم موجودگی سے قاری کو کتاب کے مطالعہ میں دقت ہوتی ہے۔ گو فہرست مظاہیر سے اس بھی کو پورا کرنے کی ضرور کوشش کی گئی ہے۔

ایک اور بات بھی اس کتاب کو پڑھتے وقت کھلکھلتی ہے۔ اور وہ فاضل مؤلف کی تدبیس حنفیت کی عصبیت ہے۔ موصوف نے جہاں امام مالک، امام بخاری، امام شافعی اور ارباب ظواہر کا ذکر کیا ہے، وہاں اس عصبیت کی جملک نظر آتی ہے۔

—
کتاب مجلد ہے۔ ضخامت ۴۰۰ صفحے۔ قیمت بارہ روپے۔

تألیف حضرت شاہ عبدالعزیز۔ ترجمہ مولانا عبد السیع۔

بستان المحدثین (راہدو) ناشر نور محمد کارخانہ تجارتی کتب۔ آلام ہائٹ، بکارچہ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز نے سب سے پہلے اس کتاب لکھنے کی غرض ان الفاظ میں پیش فرمائی ہے وہ اکثر رسول اور تصنیفوں میں ایسی کتابوں سے حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔ جن سے لوگ واقعہ نہیں ہوتے چنانچہ اس کتاب کی تالیف کا اصل مقصد تو ان کتابوں کا ذکر ہے، مگر اس کے ساتھ ان کتابوں کے مصنفوں کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ "مصنف سے اُس کی تصنیف کی قدر معلوم ہوتی ہے": شاہ صاحب لکھنے ہیں کہ حدیث کی کتابوں کے متون کے علاوہ اس کتاب میں اُن کی بعض شرحوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ کثرت شهرت، و کثرت نقل اور اُن پر زیادہ سے زیادہ اعتماد کرنے کی وجہ سے اُن کی اہمیت اصل متون کی ہو گئی ہے۔

جو اس سلسلے میں سب سے پہلے امام مالک کی موطا کا ذکر ہے۔ ابتداء میں امام صاحب موصوف کے خصوصیات ہیں۔ اس کے بعد نو طاجی سولہ ذرا لمحے سے روایت ہوئی ہے، اُن کا بیان ہے، اور ہر روایت کی ایک متفہد چیز بھی مذکور ہے۔

اب موطا امام مالک کی خصوصیت یہ ہے، جیسا کہ شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ امام صاحب سے اُن